میں اس چکی کو توڑ دینا چاہتا ہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(جلسۂ عام سے خطاب، ۱۹۳۰ء موچی دروازہ لاہور)

● میں حکومت سے کہتا ہوں کہ:
وہ مفلسی و بیروزگاری کے مسئلے کو حل کرے
جو حکومتیں
اس مسئلے کو حل نہیں کرتیں.....تو
یہ مسئلہ اُن حکومتوں کو حل کر دیتا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(جلسۂ عام سے خطاب، ۱۹۳۰ء موچی دروازہ لاہور)

محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی روایات

قرآن وحدیث جیسے معطر گلدستوں کو چھوڑ کر تاریخ کے رطب و یابس پر اعتماد کرنے والوں کو کس طرح باور کروایا جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت اسلامی تاریخ کا وہ عظیم الشان سنہرا دور ہے، جس کی مثال بعد از خلفائے راشدینؓ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رفیق، برادرِ نسبتی، ہم زلف، کاتب وحی اور کئی بشارتوں کے مصداق، عظمت و کردار کے گوہر، تابدار صحابی ہیں۔ لسانِ نبوت نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنتی کہہ کر ان کی عدالت و دیانت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی بہت بڑا گناہ اور سینکڑوں برس کی عبادت کو غارت کر دینے کے مترادف ہے۔ خرابی کی جڑ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم صحابہؓ کا تعارف قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تاریخ سے مانگتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے دور میں دو فتنوں نے سر اٹھایا ہے جو دراصل یہ لوگ عہد اولیں کے دو گروہوں (نواصب وروافض) کے خوشہ چیں ہیں۔ انہیں کی روایات کو بنیاد بنا کر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو موضوع بحث بنایا ہوا ہے۔ پاکستان میں ایک گروہ نے لاہور سے ایسا لٹریچر شائع کیا جو حضرت معاویہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر روافض کی قدیم تاریخوں کے حوالے سے ایسی ایسی نازیبا باتوں پر مشتمل ہے جو گندی ڈھیری میں ڈالنے کے قابل ہے۔ زہر میں چینی ملا کر نہایت ہوشیاری سے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ ''خلافت اور ملوکیت'' کے دو عنوانوں کی آڑ لے کر معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بدنیتی، خودغرضی اور گناہ و معصیت کے الزامات عائد کر دیئے گئے۔ ردِ عمل کے طور پر ایک

دوسرا گروہ کراچی سے نمودار ہوا، اُس کا دعویٰ یہ تھا کہ انہوں نے تاریخ کی روشنی میں حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بزدل، ناکام حکمران، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور غیر صحابی (العیاذ باللہ) ثابت کر کے اپنے تئیں بڑا تیر مارا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں قرآن وسنت کے واضح نصوص وفرامین کے باوجود قلم کاروں نے کیا کیا قلابازیاں کھائی ہیں، دونوں کی بنیاد تاریخ ہی تاریخ ہے۔ افسانوں اور من گھڑت کہانیوں پر مشتمل موضوعات اور جعلی قصے ہیں۔ پیشہ ور واعظوں، کرائے کے ذاکروں، چیخنے چلانے والے جاہل قسم کے مقررین، قرآن وحدیث کے تقاضوں سے ناآشنا بعض مولوی، واہ واہ سننے والے دادخواہ خطیبوں اور جذبۂ مسابقت رکھنے والے مرثیہ خوانوں نے افسانہ نگار مؤرخوں کو بھی مات دے رکھی ہے۔

انسانی عقل جن روایات کا ماتم کرتی ہے، جن کہانیوں کے صحیح تسلیم کرنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت یک گونہ مجرم قرار پاتی ہے، وہ قصے اور افسانے جن کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں، آج کل ہمارے اسٹیجوں، ٹی وی چینلز اور دین کا بنیادی علم نہ رکھنے والوں کے موضوعات کی زینت ہیں۔ سامعین کو رلانے اور رقت پیدا کرنے کیلئے بالکل بے بنیاد اور جھوٹی کہانیوں پر مشتمل قصے سنائے جاتے ہیں اور افسوس کہ ہم سب یہ لغو اور خرافات سے بھرپور کہانیاں سن کر غفلت اور بے حسی کی سیاہ وتاریک چادر تان لیتے ہیں۔ کاش ہم جان سکیں کہ من گھڑت قصے سن کر خاموش رہنا کتنا بڑا گناہ اور اس کے نتائج کتنے سنگین ہوتے ہیں۔

تاریخ جب ناقابلِ اعتبار ہو جائے تو پھر کیا کیا جائے؟ احوال وقائع کے بارے میں کہاں سے استفادہ حاصل کیا جائے؟ اس سوال کا جواب واضح ہے کہ تاریخ کی ہر ایسی روایت کو نظر انداز کر دیا جائے جو صحابیت کا تقدس مجروح کرتی ہو۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی واضح ہدایت کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ آئمہ کی تصریحات کے مطابق بعد کی تاریخوں میں ''تاریخ طبقات ابن سعد'' اور ''ابن خلدون'' ایسی تاریخیں ہیں جنہیں کسی حد تک قابلِ اعتبار مجموعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ چونکہ ایمان کا معیار و مدار صحابۂ کرامؓ ہیں اس لیے بعض صحابہؓ سے تکوینی طور پر جو چند نامناسب باتیں ظہور پذیر ہوئیں یا چند لغزشیں یا مشاجرات رونما ہوئے، ان کا مقصد یہ تھا کہ امت کے لیے اصول وقانون اور قواعد وضوابط مقرر ہو جائیں۔ یہ لغزشیں وغیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو سرزد نہیں ہونے تھے کیونکہ گناہ سے معصومیت نبوت کا خاصہ ہے، اسی لیے نبوت والا یہ کام رب العزت نے صحابیت سے سرانجام دلوایا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معصوم نہیں مگر محفوظ ضرور ہیں۔ ان کی کوتاہیاں قرآن کی صراحت کے بعد بالکل معاف ہو گئیں بلکہ ان رضی اللہ عنہ سے سرزد لغزشوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا اور ان کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہ رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب تک، کوئی صحابی رضی

اللہ عنہ بد دیانت یا خود غرض نہیں بلکہ تمام صحابہ محفوظ عن الخطاء اور نیک نیت، صاحبِ عدالت یعنی حق و انصاف پر قائم تھے۔اسی لئے امتِ مسلمہ پر واجب ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حساس معاملات میں شکوک وشبہات میں پڑنے کے بجائے، اُن معاملات کی مثبت توجیہ کریں اور اپنے ایمان کو، شیعہ، خوارج اور ناصبیوں کے شر انگیز فتنہ سے محفوظ رکھیں۔علامہ محبّ الرحمٰن بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''اور ہمارے اسلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت! سو شیطان نے ایسے لوگ مسلط کر دیے جن کے قلوب بد ترین تھے اور ان سے صرف برائی ٹپکتی تھی۔انہوں نے ان رضی اللہ عنہ کے خلاف خود پروپیگنڈہ کیا یہاں تک کہ اکثر لوگوں نے ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈہ کو سچ سمجھ لیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہم ایک ایسی امت کے ہو کر رہ گئے جن کی کوئی عظمت اور بزرگی نہ ہو۔تعجب ہے اس امت پر کہ یہ اپنے جلیل القدر فرزندوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی برائیاں بیان کرتی ہے اور اپنی ہی تاریخ کے خوبصورت دور کو بدترین انداز میں پیش کرتی ہے۔اور پھر ان برائیوں کا پروپیگنڈہ اتنا وسیع ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کو بھی گمان ہو جاتا ہے کہ شاید یہ باتیں سچی ہوں''۔

تاریخ کے اوراق میں سب سے زیادہ جس صحابی رضی اللہ عنہ کی نسبت ہرزہ سرائی کی گئی، وہ مظلوم انسان کوئی اور نہیں بلکہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس ہے، جن کے فضائل ومناقب، حیرت انگیز خدمات اور بے مثال اسلامی عہد کو یکسر نظر انداز کر کے ایسی ایسی غلط وکفریہ اور بے بنیاد باتیں ان کی نسبت گھڑی گئیں کہ الامان والحفیظ۔جاننا چاہیے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی قریبی رشتہ دار، صحابی اور خصوصی خدام میں سے تھے۔ایسی عزت کے حامل انسانوں کا روشن اور چندے آفتاب وچندے ماہتاب کردار، سینکڑوں برس بعد دشمنی کی بنیاد پر مرتب کردہ تاریخ کی بناء پر کیسے مجروح ہو سکتا ہے؟ حضرت معاویہؓ کے بارے میں جس شخص کا نظریہ وعقیدہ رافضیت وسبائیت کی ریزہ چینی کا سزاوار ہے یا تاریخ کے چیتھڑوں کا رہین ہے، اسے حقائق پر نظر ڈالنی چاہئے۔اس لیے کہ جہاں ابن سباء یہودی (شیعہ مذہب کا بانی) کے نظریات سے دامن بچا کر صحابیِ رسول کی عظمت کا اعتراف لازمی ہے، وہاں سچی توبہ کر کے راہِ ہدایت پر گامزن رہنا بھی از حد ضروری ہے۔

تاریخ اسلام کا ایک دلچسپ سوالنامہ:

قیصر روم نے حضرت معاویہؓ کی طرف خط لکھا کہ مجھے درج ذیل کے بارے میں اطلاع دی جائے:

☆ ایسی جگہ جس کا کوئی قبلہ نہ ہو۔

☆ ایسا شخص جس کا کوئی باپ نہ ہو۔

☆ ایسا شخص جس کا کوئی سابقہ خاندان نہ ہو۔

☆ ایسا شخص جس کو لے کر اس کی قبر چلی ہو۔

☆ وہ تین چیزیں جو کسی رحم مادر میں پیدا نہ ہوئی ہوں۔

☆ مکمل شے، آدھی شے اور لا شے (نہ ہونا) کسے کہتے ہیں؟

☆ نیز ان کے علاوہ اس خط کے ساتھ ارسال کردہ بوتل میں دنیا کی ہر چیز کے بیج مجھے ارسال کیے جائیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط اور بوتل، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مطلوبہ جوابات کے لیے ارسال کر دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ:

☆ ایسی جگہ جس کا کوئی قبلہ نہ ہو.....خانہ کعبہ ہے۔

☆ ایسا شخص جس کا کوئی باپ نہ ہو.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

☆ ایسا شخص جس کا کوئی سابقہ خاندان نہ ہو.....حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

☆ ایسا شخص جس کو لے کر اس کی قبر چلی ہو.....حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔

☆ وہ تین چیزیں جو کسی رحم مادر میں نہ پیدا ہوئی ہوں، یہ ہیں:

۱۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دنبہ

۲۔ قوم ثمود کی اونٹنی

۳۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اژدہا

☆ مکمل شے: وہ شخص جو صاحب عقل ہو، اپنی عقل سے کام بھی لیتا ہو۔

☆ آدھی شے: وہ شخص جو صاحب عقل نہ ہو لیکن دوسرے عقل مند لوگوں کی رائے سے عمل کرتا ہو۔

☆ لا شے: وہ شخص جو صاحب عقل نہ ہو لیکن دوسرے عقل مند لوگوں کی رائے سے بھی عمل نہ کرتا ہو۔

☆ مذکورہ بوتل، ابن عباسؓ نے پانی سے بھر دی اور فرمایا کہ دنیا کی ہر چیز کا بیج یہی ہے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا فرمایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان جوابات کے ساتھ مذکورہ بوتل، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُسے قیصر روم کی طرف ارسال کر دیا۔ یہ سب کچھ جب قیصر روم کے پاس پہنچا تو اس نے لاجواب ہو کر کہا کہ یہ باتیں کسی نبی ہی کے گھر والوں سے حاصل ہو سکتی ہیں۔